Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

The Role of Contradictory Implications in Structuring and Explaining Legal Maxims: A Study of Principles and Jurisprudential Applications

قواعد فقہیہ کی ترکیب و توضیح میں مفہوم مخالف کا کردار: اصولی اور فقہی تطبیقات کا تحقیقی جائزہ

Authors Details
1. Hafiz Muhammad Zahid (Corresponding Author)
Lecturer, Department of Islamic studies, The University of Lahore, Lahore, Pakistan
muhammad.zahid@ais.uol.pk
2. Mufti Usman Ghani
Ph.D. Scholar, Institute of Islamic Studies, University of Punjab, Lahore, Pakistan.

Citation
Zahid, Hafiz Muhammad and Mufti Usman Ghani" The Role of Contradictory Implications in Structuring and Explaining Legal Maxims: A Study of Principles and Jurisprudential Applications."Al-Marjān Research Journal, 2, no.3, Oct-Dec (2024): 318− 332.

Submission Timeline
Received: Sep 15, 2024
Revised: Oct 05, 2024
Accepted: Oct 26, 2024
Published Online: Nov 08, 2024

Publication, Copyright & Licensing

Article QR

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

Al-Marjān Research Journal

The Role of Contradictory Implications in Structuring and Explaining Legal Maxims: A Study of Principles and Jurisprudential Applications

قواعد فقہیہ کی ترکیب و توضیح میں مفہوم مخالف کا کردار: اصولی اور فقہی تطبیقات کا تحقیقی جائزہ

*حافظ محمد زاہد   *مفتی عثمان غنی

Abstract

The study of legal maxims (*qawāʻid fiqhiyyah*) has long been a cornerstone of Islamic jurisprudence, evolving as a systematic effort to simplify and articulate complex rulings derived from the Qur'ān and Sunnah. This paper investigates the significant role of *mafhoom mukhālif* (contradictory implications) in the formation and elucidation of legal maxims. While these maxims are fundamentally based on primary texts, secondary sources of derivation, such as *mafhoom mukhālif*, play a crucial role in their development. Key examples of maxims shaped by *mafhoom mukhālif* include "Certainty is not overruled by doubt" (*al-yaqīn lā yazūl bi-shak*), "Hardship necessitates ease" (*al-mashaqqah tajlib al-taysīr*), and "Original liability is innocence" (*al-aṣl barāʾat al-dhimmah*). This paper also categorizes the classical works on legal maxims, highlighting those that were organized alphabetically, according to legal chapters, or presented independently. The research underscores the importance of these maxims in bridging theoretical principles and practical applications while situating *mafhoom mukhālif* as a key element in understanding the evolution of Islamic legal thought. By examining its integration into legal maxims, this study provides new insights into the methodological and foundational aspects of Islamic jurisprudence.

Keywords: Legal maxims, contradictory implications, *mafhoom mukhālif*, jurisprudence, legal derivation.

تعارف موضوع

اسلامی علوم میں قواعد فقہیہ کو ایک منفرد اور کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ ان قواعد کا مقصد فقہی احکام کو ایک جامع اور سادہ انداز میں بیان کرنا ہے تاکہ عام فہم اور عملی زندگی کے لیے قابل اطلاق بنایا جاسکے۔ قرآن و سنت پر مبنی ان قواعد کی ترکیب و توضیح میں ذیلی اصولی ماخذ، جیسے کہ مفہوم مخالف، کا اہم کردار ہے۔ مفہوم مخالف، جو کسی بیان یا نص کی ضمنی مراد کے برعکس مفہوم کو اخذ کرنے کا اصول ہے، نے کئی بنیادی قواعد کی تشکیل

* لیکچرر، شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف لاہور، لاہور، پاکستان۔

* پی ایچ ڈی اسکالر، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

میں حصہ لیا ہے۔ اس تحقیق میں ان قواعد کا جائزہ لیا گیا ہے جو مفہوم مخالف پر مبنی ہیں، جیسے کہ "یقین کو شک سے زائل نہیں کیا جا سکتا" اور "اصل برأت ذمہ ہے"۔ تحقیق میں فقہی قواعد کے مختلف اقسام اور ان پر مبنی کلاسیکل کتب کے اسلوب کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ مزید برآں، یہ مقالہ فقہ اور اصول فقہ میں مفہوم مخالف کی اہمیت اور افادیت کو اجاگر کرتے ہوئے، اس کے تحقیقی اور علمی پہلوؤں کو بھی واضح کرے گا۔

اس میں درج ذیل مباحث ہیں۔ ۱۔ مفہوم مخالف اور قواعدِ فقہیہ کی تفہیم واقسام، ۲۔ کتب قواعد فقہیہ کا تعارف اور ان کا منہج واسلوب، ۳۔ قواعد پر مفہوم مخالف کا اثر اور فقہی تطبیقات۔

۱۔ مفہوم مخالف اور قواعدِ فقہیہ کی تفہیم واقسام

مفہوم مخالف کی حقیقت ہے کہ منطوق حکم میں مذکور قید کے نہ ہونے کی وجہ سے منطوق حکم کی نقیض کو غیر منطوق کے لئے ثابت کرنا۔[1] جیسے نبی اکرم کا ارشاد ہے۔ **مطل الغنی ظلم**[2] یعنی مالدار آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ اس حدیث کا مفہوم مخالف ہے **مطل الفقیر لیس بظلم** ہے۔ یعنی تنگدست کا ٹال مٹول کرنا ظلم نہیں ہے۔ منطوق بہ حکم ہے مالدار کا ٹال مٹول کرنا۔ مسکوت عنہ ہے فقیر ومحتاج شخص۔ نقیض ہے ظلم کا نہ ہونا۔ قید ہے مالداری۔

قواعد قاعدۃ کی جمع ہے۔ اہل لغت کے نزدیک لفظ قاعدہ کا اطلاق درج ذیل معانی پر ہوتا ہے۔ ۱۔ **المراۃ المسنۃ**: وہ عورت جو حیض سے محروم ہوگئی ہو۔ یا خاوند کے قابل نہ رہی ہو۔ چنانچہ عربی کا مقولہ ہے۔ **قعدت عن الحیض۔ (انقطع عنھا)۔ قعدت عن الزوج۔ (صبرت)** یعنی عورت خاوند سے محروم ہوگئی۔[3] ۲۔[4] الاصل: کسی بھی چیز کا سب سے انتہائی حصہ۔ جیسے قواعد الھودج، ان چار لکڑیوں کو کہا جاتا ہے جو ھودج کے نیچے ہوتی ہیں۔ اور باقی ہودج کی لکڑیوں کو ان پر ترتیب دیا جاتا ہے۔ ۳۔ اساس اور بنیاد: جیسے عربی کا مقولہ ہے۔ **قواعد البناء** یعنی عمارت کی بنیاد۔ ۴۔ الجلوس: یعنی بیٹھنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اصطلاح میں لفظِ قاعدہ کا اطلاق درج ذیل معنی پر ہوتا ہے۔ ھی

---

[1]Muhammad bin Aḥmad al-Kalbī, *Taqrīb al-Wuṣūl ilā ʿIlm al-Uṣūl*, (al-Madīnah al-Munawwarah: al-Ṭabʿah al-Thāniyah, 1443 AH), p. 169.

[2]- Abū ʿAbd Allāh Muḥammad bin Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, ar-Riyāḍ: Maktabah Dār al-Salām, 1986 Ḥadīth no. 1611.

[3]-Al-Qazwīnī Aḥmad bin Fāris, *Muʿjam Maqāyīs al-Lughah*, (Beirut: Dār al-Fikr, 1979 CE), 4/109; also, al-Aṣfahānī Imām Rāghib Abū al-Qāsim Ḥusayn bin Muḥammad, *Al-Mufradāt fī Gharāʾib al-Qurʾān*, (Beirut: Maktabah Nizār), p. 409.

[4]- Al-Būrno Muḥammad Ṣidqī bin Aḥmad, *Mawsūʿah al-Qawāʿid al-Fiqhiyyah*, (Beirut: Muʾassasah al-Risālah, 1997 CE), 20/19.

امر کلی ینطبق علی جمیع جزئیاته: قاعدہ اس امر کلی کا نام ہے۔ جو اپنی تمام جزئیات پر منطبق ہوتا ہو۔[5] جیسے علم النحو کا قاعدہ ہے۔ **المبتدا مرفوع۔** (مبتدا مرفوع ہوتا ہے)۔ اور اصول الفقہ کا قاعدہ ہے۔ **اللنهی للتحریم۔** نہی حرمت کے لئے ہوتی ہے۔

قواعد کی اقسام

قواعد کی درج ذیل اقسام ہیں۔ ۱۔ قواعد مقاصدیہ، ۲۔ قواعد اصولیہ، ۳۔ قواعد فقہیہ، ۴۔ ضوابط،

۱۔ قواعد مقاصدیہ

مقاصدیہ یہ مقصد کی جمع اور قصد **یقصد** فعل سے مصدر میمی ہے۔ اس کی جمع قصود اور مقاصد آتی ہے۔ اہل لغت کے مطابق اس کے درج ذیل اطلاقات ہیں۔ ۱۔ **اتیان الشیء**، کسی چیز کو لانا۔ ۲۔ بمعنی عدل، ۳۔ **استقامة الطریق**، سیدھا راستہ، ۴۔ **القصد فی الشیء**، اعتدال یعنی درمیانہ پن وہ معاملہ جو افراط و تفریط کے درمیان ہو۔[6]

جب کہ مقاصد الشرع سے مراد: وہ مصالح اور اہداف ہیں جن کو صاحب شرع نے مشروعیت احکام میں پیش نظر رکھا ہے۔ چاہے ان کی بنیاد جلبِ منفعت پر ہو۔ یا دفعِ مضرت پر ہو۔[7]

عصر حاضر کے محقق علامہ محمد عثمان شبیر نے قواعد مقاصدیہ کی تعریف ان الفاظ میں ذکر کی ہے: **قضیة کلیة تعبر عن ارادة الشارع من تشریع الاحکام وتستفاد عن طریق الاستقراء للاحکام الشرعیه:** (قواعد مقاصد سے مراد وہ قواعد ہیں جن کی بدولت احکام کی مشروعیت میں صاحبِ شرع کا ارادہ ظاہر ہوتا ہو۔ اور ان میں استقراء کا طریق اختیار کیا گیا ہو۔)[8] علامہ قطب مصطفی سانو فرماتے ہیں کہ مقاصد کی متعدد اقسام ہیں۔[9]

۱۔ مقاصد اصلیه: وہ مقاصد اور اہداف جن کو صاحب شرع نے احکام کی مشروعیت میں ملحوظ رکھا ہو جس کا ادراک بسا اوقات مکلف سے بھی مخفی ہوتا ہے۔)

---

[5]-Al-Būrno, *Mawsūʿah al-Qawāʿid al-Fiqhiyyah*, 20/19.

[6]-Al-Nadwī ʿAlī Aḥmad, *Al-Qawāʿid al-Fiqhiyyah*, (Damascus: Dār al-Qalam, al-Ṭabʿah al-Thālithah, 1414 AH), p. 40.

[7]-Al-Nadwī, *Al-Qawāʿid al-Fiqhiyyah*, p. 40.

[8]-Shabbīr Muḥammad ʿUthmān, *Al-Qawāʿid al-Kulliyyah wa-al-Ḍawābiṭ al-Fiqhiyyah fī al-Sharīʿah al-Islāmiyyah*, (ʿAmmān: Dār al-Nafāʾis, al-Ṭabʿah al-Thāniyah), p. 33.

[9]-Ṣanū Quṭb Muṣṭafā, *Muʿjam Muṣṭalaḥāt al-Funūn*, p. 433.

۲۔المقاصد التبعية: اس کا حاصل یہ ہے کہ وہ مقاصد جو حکم کو بجالانے کے بعد مکلف کو حاصل ہوتے ہیں۔تبعی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ یہ مقاصد اصلیہ کے تابع ہوتے ہیں۔[10]

۳۔مقاصد جزئية: یعنی وہ احکام جن کا صاحب شرع نے مکلف بنایا ہو۔جو مختلف نوعیت کے ہو سکتے ہیں۔واجب،مباح، حرام، مکروہ اور مباح۔[11]

۴۔مقاصد خاصۃ:[12]یعنی لوگوں کی مصلحتوں اور آسانیوں کے لئے وہ دقیق اور دور اندیشی پر مبنی سہولتیں جن تک رسائی ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتی جیسے عقد رہن میں معاملہ کو توثیق و تقویت کی ضرورت۔

۲۔قواعد اصولیہ

اصولیہ یہ مصدر صناعی اور منسوب الی الاصول ہے۔جب یہ لفظ علی الاطلاق استعمال کیا جاتا ہے اس سے اصولِ فقہ مراد ہوتا ہے۔لفظِ اصل کے درج ذیل معانی ہیں۔۱۔اسفل الشیء کسی بھی چیز کا نچلا حصہ ۔۲۔ما يبتنى عليه غيره۔ **جس پر کسی دوسرے کی بنیاد ہو۔** قواعد اصولیہ کی اصطلاحی معنویت کو یوں بیان کیا جاتا ہے:انها قضية كلية يتوصل بها الى استنباط الاحكام الشريعه۔ایسے عمومی قضیہ کا نام ہے جس سے شرعی احکام کا استنباط کیا جاتا ہے۔[13]

۳۔قواعد فقہیہ

الفقہیہ فقہ کی طرف منسوب ہے۔لفظ فقہ تین معانی میں استعمال ہوتا ہے۔۱۔فهم العلم بالشیء یعنی کسی چیز کا علم ۔۲۔فهم غرض المتكلم من كلامه (متکلم کی غرض کو سمجھنا)۳۔فهم الاشياء الدقيقه (باریک چیزوں کی فہم حاصل کرنا۔فقہ کا اصطلاحی معنی ہے۔

العلم بالاحكام الشرعية العملية المكتسب من ادلتها التفصيليه[14]

یعنی شریعت کے عملی احکام کا علم، جن کی بنیاد تفصیلی دلائل پر ہو اور دوسری تعریف یوں بیان کی جاتی ہے۔

الفقه: هو الاصابة والوقوف على المعنى الخفى الذى يتعلق به الحكم وهو علم مستنبط بالراى والاجتهاد ويحتاج فيه الى النظر والتامل ولهاذا لا يجوز ان يسمى الله تعالى فقيها لانه لا يخفى عليه شيء[15]۔

---

[10]-Ṣanū Quṭb Muṣṭafā, *Muʿjam Muṣṭalaḥāt al-Funūn*, p. 433.

[11]-Ṣanū Quṭb Muṣṭafā, *Muʿjam Muṣṭalaḥāt al-Funūn*, p. 433.

[12]-Ṣanū Quṭb Muṣṭafā, *Muʿjam Muṣṭalaḥāt al-Funūn*, p. 433.

[13]- Al-Ḥāfiẓ Ibn Rajab Ḥanbalī, *Al-Qawāʿid al-Fiqhiyyah*, (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, al-Ṭabʿah al-Ūlā, 2008 CE), p. 4.

[14]- Al-Jurjānī ʿAlī bin Muḥammad, *Kitāb al-Taʿrīfāt*, (Karachi: Mīr Muḥammad Kutub Khānah), p. 119.

[15]- Al-Jurjānī, *Kitāb al-Taʿrīfāt*, p. 119.

فقہ کا مطلب ہے۔ معنی مخفی تک رسائی حاصل کرنا جس سے شرعی حکم متعلق ہو۔ اور یہ ایسا علم ہے جس کی بنیاد رائے اور اجتہاد ہے۔ اور اس میں نظر و تامل کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی کو فقیہ نہیں کہا جاسکتا۔ اس لئے کہ اللہ تعالی سے کوئی بھی چیز مخفی نہیں ہے۔

قواعد فقہیہ سے مراد ہے: **حکم شرعی فی قضیۃاغلبیۃ یتعرف منہااحکام مادخل تحتہا**[16]۔ وہ حکم شرعی جو ایسے امور پر مشتمل ہوتا ہے، جن کی بنیاد غالب حالات پر ہوتی ہے، اور اس کے تحت پائے جانے والے احکام کی پہچان ہوتی ہے۔

علامہ علی احمد الندوی نے یہ تعریف کی ہے۔

اصل فقہی کلی یتضمن احکاما تشریعۃ عامۃ من ابواب متعددۃ فی القضایا اللتی تدخل تحت موضوعہ۔[17]

وہ فقہی اصول جو کلی ہو۔ شرعی احکام پر مشتمل ہو۔ جو مختلف ابواب سے تعلق رکھتے ہوں۔ ان مسائل سے متعلق جو اس موضوع کے تحت آتے ہوں۔

۴۔ ضوابط کی تعریف

ضوابط ضابط کی جمع ہے۔ ضابط ضبط سے ماخوذ ہے۔ لزوم الشی وحبسہ یعنی کسی چیز کا لازم ہو جانا اور رک جانا۔ یہ ضبط الشیء اذا حفظتہ سے ماخوذ ہے۔

لفظ ضابط تین معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ **الحافظ المتقن**۔ پکا حافظ۔

۲۔ **حکم کلی ینطبق علی جزئیاتہ**۔ وہ حکم کلی جو اپنی تمام جزئیات پر مشتمل ہوتا ہے۔

۳۔ **القاعدۃ الکلیۃ، الناظمۃ للقضایا المتشابھۃ والمتداخلۃ**[18]۔ **قاعدہ کلیہ کو کہا جاتا ہے۔ جو ملتے جلتے امور پر مشتمل ہوتا ہے۔**

الضوابط الفقہیہ کا مطلب ہے۔

قضیۃ کلیۃ فقہیۃمنطبقۃ علی فروع من باب واحد[19]

ضوابط سے مراد: وہ فقہی قاعدہ ہے۔ جو ایک باب کی تمام فروعات پر منطبق ہوتا ہو۔ ضابطہ فقہی کی مثال ہے:

۱۔ **الاصل فی الماء الطہارۃ**۔ پانی میں اصل یہ ہے۔ کہ وہ پاک ہوتا ہے۔

---

16 ۔ Al-Nadwī, *Al-Qawāʿid al-Fiqhiyyah*, p. 43.

17 ۔ Al-Nadwī, *Al-Qawāʿid al-Fiqhiyyah*, p. 45.

18 ۔ Ṣanū Quṭb Muṣṭafā, *Muʿjam Muṣṭalaḥāt al-Funūn*, p. 433.

19 ۔ Ṣāliḥ Fūrī ʿUthmān, *Al-Qawāʿid wa-al-Ḍawābiṭ al-Fiqhiyyah wa-Taṭbīqātuhā fī al-Siyāsah al-Sharʿiyyah*, (Riyadh: Dār al-ʿĀṣimah, al-Ṭabʿah al-Ūlā, 2011 CE), p. 67.

۲۔ما لا یمکن الاحتراز عنه من النجاسات یعفی عنه، جس نجاست سے احتراز ممکن نہ ہو، وہ معاف ہے۔

قاعدہ اور ضابطہ میں فرق

قاعدہ اور ضابطہ میں فرق یہ ہے کہ قاعدہ مختلف ابواب کے مسائل کو جامع ہوتا ہے جب کہ ضابطہ کا تعلق ایک باب کی فروعات سے ہوتا ہے۔[20]

قواعد اصولیہ اور قواعد فقہیہ میں فرق

قاعدہ فقہیہ اور قاعدہ اصولیہ میں درج ذیل فرق ہیں۔[21]

۱۔اصولی قاعدہ کلی[22] ہوتا ہے۔جو اپنی تمام جزئیات پر منطبق ہوتا ہے۔جب کہ قاعدہ فقہی اغلبی ہوتا ہے۔جو اکثر جزئیات پر صادر آتا ہے۔

۲۔ قاعدہ اصولی احکام شرع کے استنباط کا ذریعہ ہوتا ہے۔اور فقہی قاعدہ ملتے جلتے احکام کا مجموعہ ہوتا ہے۔جن کی علت ایک ہوتی ہے۔

۳۔ قاعدہ اصولی کا وجود فروع سے پہلے ہوتا ہے۔جب کہ قاعدہ فقہیہ کا وجود جزئیات کے بعد ہوتا ہے۔

۴۔ قاعدہ اصولی کا تعلق الفاظ اور ان کی دلالت سے ہوتا ہے۔جب کہ قاعدہ فقہی کا تعلق احکام سے ہوتا ہے

۲۔کتبِ قواعد فقہیہ کا تعارف اور ان کا منہج واسلوب

قواعد فقہیہ پر جو کتب لکھی گئی ہیں۔ان کی درج ذیل اقسام ہیں۔[23]

۱۔وہ کتب جو مختلف ناموں کے ساتھ تحریر کی گئی ہیں ۔جیسے الاشباہ والنظائر۔اشباہ سے مراد ہے۔**المسائل المتشابهه من اوجه متعددة**۔اس سے مراد وہ مسائل ہیں جو کافی حد تک ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوں۔اور الامثال سے مراد:**المسائل المتشابهه من کل وجه** یعنی وہ مسائل جو مکمل طور پر ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوں۔النظائر: سے مراد ہے۔**المسائل المتشابهه فی الصورة المختلفة فی الحکم**) وہ مسائل جو صورت میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوں۔البتہ حکم میں مختلف ہو۔اس سلسلہ میں درج ذیل کتب مشہور ہیں۔الاشباہ والنظائر، ابن وکیل الشافعی[24]، الاشباہ والنظائر امام سیوطی[25]، الاشباہ والنظائر ابن نجیم حنفی[26]۔

---

[20]- Ibn Nujaym al-Ḥanafī, Zayn al-ʿĀbidīn bin Ibrāhīm, *Al-Ashbāh wa-al-Naẓāʾir*, (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1999 CE), p. 66.

[21]-Al-Nadwī, ʿAlī Aḥmad, *Al-Qawāʿid al-Fiqhiyyah*, 67.

[22]-اصول فقہ اور قواعد فقہ میں فرق ہے۔اصول فقہ کے ذریعہ مسائل شرع کا استنباط ہوتا ہے،جب کہ قواعد فقہ سے مستنبط شدہ مسائل کا علم ہوتا ہے۔جیسے الیقین لا یزول بالشک، یہ قاعدہ فقہی ہے اور الامر یدل علی الوجوب۔یہ اصل الفقہ ہے،اس کا تعلق امر سے ہے خواہ وہ کسی بھی باب تعلق رکھتا ہو۔جب کہ اول الذکر کا تعلق صرف مستنبط مسائل سے ہے۔

[23]-Al-Nadwī, ʿAlī Aḥmad, *Al-Qawāʿid al-Fiqhiyyah*, 67.

[24]- محمد بن عمر المعروف بابن الوکیل: شافعی المسلک ہیں، ۷۱۶ ھج میں وفات ہوئی۔
Abū al-Ṭayyib al-Mawlūd al-Sarīrī, *Muʿjam Muṣṭalaḥ al-Uṣūliyyīn*, p. 497.

[25]- آپ کا نام عبد الرحمان بن ابی بکر بن محمد جلال الدین السیوطی ہے۔

۲۔دوسری کتب الفروق کے نام سے تحریر کی گئی ہیں،جن میں مشہور کتب درج ذیل ہیں۔الفروق ابن سنینہ[27]،الفروق علامہ قرافی المالکی[28]،الفروق للعلامہ جوینی[29] رحمہ اللہ

۳۔تیسری قسم ان کتب کی ہے،جو قواعد کے نام سے معرض وجود میں آئی ہیں۔جیسے قواعد ابن رجب حنبلی[30]،ایضاح المسالک الی قواعد الامام مالک رحمہ اللہ[31]،والمجموع المذہب فی قواعد المذہب للعلاء الشافعی۔[32]

کتبِ قواعد فقہیہ کا منہج واسلوب

قواعد فقہیہ پر لکھی جانے والی کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد مختلف اسالیب سامنے آتے ہیں۔

Abū al-Ṭayyib, *Muʿjam Muṣṭalaḥ al-Uṣūliyyīn*, 258

[26]۔زین العابدین بن ابراہیم المعروف بابن نجیم:فقہاءِ احناف کے مشہور و معروف فقیہ ہیں۔امام اور متبحر علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ان کی مشہور کتب میں۔البحر الرائق اور الاشباہ شامل ہیں۔

Abū al-Ṭayyib, *Muʿjam Muṣṭalaḥ al-Uṣūliyyīn*, 216

[27]۔آپ کا نام محمد بن عبد اللہ السامری ہے۔ابن سنینہ (سین پر پیش اور نون پر زبر ہے) کے نام سے معروف ہیں۔ان کی مشہور کتب میں المستوعب فی الفقہ اور الفروق ہیں۔

Abū al-Ṭayyib, *Muʿjam Muṣṭalaḥ al-Uṣūliyyīn*, 507

[28]۔احمد بن ادریس القرافی مالکی المسلک ہیں۔فقیہ اصولی، مفسر، متکلم ہیں۔قرافی نسبت کی وجہ یہ ہے۔جس مدرسہ میں آپ تعلیم حاصل کرتے تھے۔اس کا راستہ قبرستان سے گزرتا تھا۔اور اس قبرستان کا نام قراف تھا،ایک دفعہ اس قبرستان سے گزر کر آرہے تھے۔کلاس کے ذمہ دار نے آپ سے متعلق پوچھا اور آپ کو قراف قبرتان میں دیکھا۔اس کی نسبت کی وجہ سے آپ کو قرافی کہا جاتا ہے۔اصول فقہ میں مشہور کتاب شرح المنتخب فی اصول الفقہ ہے۔

Abū al-Ṭayyib, *Muʿjam Muṣṭalaḥ al-Uṣūliyyīn*, 507

[29]۔امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک بن عبد اللہ الجوینی الشافعی رحمہ اللہ تعالی صاحب البرھان فی اصول الفقہ۔

Abū al-Ṭayyib, *Muʿjam Muṣṭalaḥ al-Uṣūliyyīn*, 507

[30]۔ابو الفرج عبد الرحمان بن احمد المعروف بابن رجب الحنبلی:۔۷۳۶ھ میں پیدا ہوئے۔آپ کی متعدد کتب ہیں جن میں سر فہرست قواعد ابن رجب شرح جامع الترمذی وغیرھم شامل ہیں۔

Abū al-Ṭayyib, *Muʿjam Muṣṭalaḥ al-Uṣūliyyīn*, 507

[31]۔اس کے مصنف کا نام احمد بن یحیی الونشریسی ہے۔ونشریس واو پر فتحہ،نون پر سکون،اور شین پر بھی فتحہ ہے۔یہ باجہ اور قسطنطنیہ کے درمیان ایک شہر ہے۔

Abū al-Ṭayyib, *Muʿjam Muṣṭalaḥ al-Uṣūliyyīn*, 507

[32]۔آپ کا نام صلاح الدین خلیل کیکلدی العلائی ہے۔۔کیکلدی میں کاف پر زبر ہے۔شافعی المسلک ہیں۔کتب کثیرہ کے مؤلف ہیں۔قواعد العلائی فی الفروع اور تہذیب الاصول قابل ذکر ہیں۔

Abū al-Ṭayyib, *Muʿjam Muṣṭalaḥ al-Uṣūliyyīn*, 507

۱۔ بعض کتب کی بنیاد قواعد کی اہمیت و منزلت کے اعتبار سے ہے۔ سب سے پہلے قواعد کلیہ کبری کا بیان ہے۔ جن کے تحت ہر باب کے مسائل آتے ہے۔ اس کے بعد وہ قواعد جن کے تحت متعدد ابواب کے مسائل آتے ہیں۔ آخر میں اختلافی قواعد کا ذکر ہے۔ اس طرز کی مشہور کتب ہیں۔ الاشباہ والنظائر امام سیوطی اور ابن نجیم۔

۲۔ دوسری قسم کی وہ کتب ہیں جو حروف تہجی کی بنیاد پر لکھی گئی ہیں۔ شروع میں الف سے شروع ہونے والے قواعد پھر با سے شروع ہونے والے۔ علی ھذا الترتیب۔ اس طرز کی مشہور کتب میں علامہ بدر الدین الزرکشی کی کتاب المنثور ہے۔

۳۔ تیسری قسم کی وہ کتب ہیں۔ جو فقہی ابواب کے اعتبار سے ترتیب دی گئی ہیں۔ جیسے پہلے کتاب الطھارہ سے متعلقہ قواعد، پھر کتاب الصلاۃ سے متعلق قواعد کا ذکر ہے۔ اس طرز کی مشہور کتاب المقری المالکی[33] کی کتاب القواعد ہے۔

۴۔ چوتھی قسم ان کتب کی ہے جن میں کوئی ترتیب نہیں ہے۔ آزادانہ طور پر لکھی گئی ہیں۔ جیسے علامہ ابن رجب کی القواعد۔

۵۔ پانچویں قسم ان کتب کی ہے جن میں صرف ایک ہی فن کے قواعد کو جمع کیا گیا ہے۔ جیسے بعض وہ کتب ہیں جن میں صرف قواعد فقہیہ کو جمع کیا گیا ہے۔ جیسے الاشباہ والنظائر لابن نجیم، بعض وہ کتب ہیں۔ جن میں قواعد فقہیہ کے ساتھ ساتھ قواعد اصولیہ کا بھی بیان ہے۔ جیسے الفروق للقرافی[34]، تاسیس النظر للدبوسی[35]، اور بعض وہ ہیں۔ جن میں قواعد فقہیہ کے ساتھ موضوعات اورابواب فقہیہ کا بھی بیان ہے۔ جیسے امام زرکشی کی المنثور۔

۳۔ قواعد پر مفہوم مخالف کا اثر اور فقہی تطبیقات

بہت سے قواعد فقہیہ کی بنیاد نصوصِ شرع کے مفہوم مخالف پر ہے۔ نمونے کے طور پر چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں۔

۱۔ الضرر الاشد یزال بالضرر الاخف:

بڑی تکلیف سے محفوظ رہنے کے لئے چھوٹی تکلیف کو برداشت کر لیا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان (لا ضرر ولا ضرار یعنی اسلام میں کسی کو نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں ہے۔) کے مفہوم مخالف سے مذکورہ بالا فقہی قاعدہ اور قاعدہ نمبر دو، تین اور چار متفرّع ہوتے ہیں۔

---

[33] ۔ آپ کا نام محمد بن محمد المقری التلمسانی ہے۔ المقری میم کے فتح اور قاف کی تشدید کے ساتھ ہے۔ مقرہ افریقہ کے ایک شہر کی طرف منسوب ہے۔
Abū al-Ṭayyib, *Muʿjam Muṣṭalaḥ al-Uṣūliyyīn*, 507

[34] ۔ آپ کا نام احمد بن ادریس القرافی المالکی ہے۔ فقیہ، مفسر، اصولی تھے۔ آپ کی سب سے اہم کتاب الفروق ہے۔
Abū al-Ṭayyib, *Muʿjam Muṣṭalaḥ al-Uṣūliyyīn*, 46

[35] ۔ آپ کا نام عبد اللہ بن عمر ابو زید الدبوسی ہے۔ دبوسی دبوسیۃ کی طرف منسوب ہے۔ یہ بخاری اور سمرقند کے درمیان ایک شہر کا نام ہے۔ کبار علماء احناف میں آپ کا شمار ہوتا ہے اور آپ کو علم الخلاف کا موجد کہا جاتا ہے۔
Abū al-Ṭayyib, *Muʿjam Muṣṭalaḥ al-Uṣūliyyīn*, 304

علامہ صلاح الدین محمد قاسم النعیمی اپنی مشہور کتاب "التعریف بالمصلحۃ الشریعۃ،، میں فرماتے ہیں:

هذه القاعدة تصريح بمفهوم المخالفة المستفاد من سابقتها..... ومن القواعد اللتى فى معنى هذه القاعدة الآتى --- الخ [36]

اس سے شریعت اسلامی کا ایک اہم اصول یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ "احکام شرع" خواہ ان کا تعلق حدود سے ہی کیوں نہ ہو ان میں ضرر اور نقصان نہیں ہے۔ کیونکہ شرع جب اذیت و نقصان کی نفی کر رہی ہے تو وہ خود اس پر کیسے مشتمل ہو سکتی ہے۔ جس طرح ابتداءً دوسروں کو ضرر اور نقصان پہنچانا ممنوع ہے اسی طرح ضرر کا بدلہ بذریعہ ضرر اعظم یا ضرر کے برابر ضرر پہنچا کر لینا بھی درست نہیں ہے۔ البتہ بڑے ضرر کو ضرر اخف یعنی ہلکے ضرر کے ساتھ دور کرنا درست ہے۔ اس کی شرعی دلیل ہے سورہ کہف [37] میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ نقل فرمایا ہے جس میں آپ نے اس کشتی کے کچھ تختے توڑ دیئے تھے جس میں خود سوار تھے۔ یہ آپ کی طرف سے ضرر تھا۔ اصل میں آپ نے بڑے ضرر سے محفوظ رہنے کے لئے یہ عمل کیا تھا۔ اس لئے کہ اس کشتی کا سامنا ایسے بادشاہ سے ہونے والا تھا جو ہر عمدہ کشتی کو ظلماً غصب کر لیتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ: الضرر الاشد یزال بالضرر الاخف۔ (بڑی تکلیف سے محفوظ رہنے کے لئے چھوٹی تکلیف کو برداشت کر لیا جاتا ہے۔ اس کی فقہی تطبیق ہے کہ وہ انسان جس کا جسم جھلس گیا ہو اور اس کے علاج کے لئے اسی کے جسم کا کوئی حصہ حاصل کرنا ضروری ہو جس کے بغیر اس کی جان جانے کا قوی امکان ہو تو شرعاً اس کی اجازت ہے کیونکہ جان کا ضیاع بڑا ضرر ہے جب کہ جسم کا حصہ حاصل کرنا ضرر اخف ہے۔ [38]

۲۔ یختار اهون الشرین:

دو برائیوں میں سے ہلکی برائی کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ دین کا حکم ہے کہ منکرات پر نکیر کی جائے۔ البتہ نکیر کی صورت میں بہت بڑی تکلیف کا سامنا پڑ سکتا ہو تو ایسی صورت حال سے نبرد آزما شخص کے سامنے دو برائیاں ہیں۔ ا۔ سکوت عن المنکرات ۲۔ زیادہ تکلیف کو برداشت کرنا۔ اس کے لئے جائز ہے کہ زیادہ ضرر سے محفوظ رہنے کے لئے سکوت اختیار کر لے۔ [39]

۳۔ اذاتعارضت مفسدتان روعی اعظمها ضررا بارتکاب اخفها:

جب دو خرابیاں آپس میں متعارض ہوں تو ان میں سے زیادہ نقصان دہ خرابی سے بچا جائے اور جو ہلکی ہے، اس کو اختیار کر لیا جائے۔ اس کی فقہی تطبیق مسئلہ فاقد الطهورین ہے یعنی وہ شخص جس کے پاس نہ تو طہارت حاصل کرنے کے لئے پانی کا انتظام ہو اور نہ ہی مٹی ہو۔ اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ بغیر طہارت کے نماز ادا کر لے اس لیئے کہ نماز کو ادا نہ کرنا زیادہ بڑا نقصان ہے۔ کوئی شخص زخمی ہے اور سجدہ کرنے سے اس کا زخم

---

[36]-Ṣalāḥ al-Dīn Muḥammad Qāsim al-Nuʿaimī, *Al-Taʿrīf bil-Maṣlaḥah al-Sharʿiyyah* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2009), 171.

[37]- Sūrat al-Kahf, 18:79.

[38]- *Majallah Majmaʿ Fiqh Islāmī*, Issue No. 4, 180.

[39]- Ṣalāḥ al-Dīn Muḥammad Qāsim al-Nuʿaimī, *Athar al-Maṣlaḥah al-Sharʿiyyah*, 171.

رسنا شروع ہو جاتا ہے، تو اس کو چاہیے کہ وہ بغیر سجدے کہ اشاروں کے ساتھ نماز ادا کرلے۔ اس لئے کہ بلا وضو نماز ادا کرنے سے ترک سجدہ اخف ہے۔[40]

۴-الضرر یزال :

اس کی تشریح میں علامہ خالد الاتاسی[41] فرماتے ہیں:

انما كان الضرر يزال شرعا لما استفيد من القاعدة قبلها اذ يتفرع من قاعدة عدم جواز الضرر والضرار ان الضرر يزال ------- وعلى هاذا فان خيار العيب والروئة انما شرع لدفع الضرر وخيار الشرط والنقد لدفع الضرر وشرعت الشفعة لدفع ضرر جارالسوء[42]۔

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ الضرر یزال۔ پہلے اصول کے مفہوم مخالف سے ثابت ہ۔ اور اس پر بے شمار مسائل کی بنیاد ہے جیسے خیار عیب اور خیار شرط، اور خیار نقد وغیرہ اور حق شفعہ بھی برے پڑوسی سے محفوظ رہنے کے لئے۔

۵-اليقين لا يزول بالشک:

یہ اصول حدیث پاک کے مفہوم مخالف سے مستنبط ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس شخص کے بارہ میں جو ایلتیین میں کچھ محسوس کرے ارشاد فرمایا: لا ينصرف حتى يسمع صوتا او يجد ريحا[43] (وہ وضو کرنے نہ جائے جب تک کہ وہ آواز یا ہوا کو محسوس کرے) حتی حرف جر ہے۔ اس کا منطوق حکم ہے خروج ریح یا آواز محسوس کرنے سے پہلے نماز توڑنا جائز نہیں ہے۔ اور اس کا مفہوم غایت ہے آواز اور خروج ریح کے صورت میں وضو کے لئے جانا لازمی ہے۔ اس لئے کہ اصل یہ یقین ہے کہ انسان پاک ہو۔[44]

۶-الاصل فی الاشياء الاباحة

یہ قاعدہ متعدد الفاظ اور صیغوں کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ **الاصل فی الاشياء الحل، الاشياء على الاباحه حتى يرد الشرع بالمنع منها، اصل الامور الاباحةحتى يثبت الحظر بمالا معارض له، الاشياء على الاباحةقبل ورود الشرع وبعد وروده،**

---

[40]- Suhayl Afẓal, *Al-Qawāʿid al-Fiqhiyyah li Muḥammad bin Ṣāliḥ* (Translation) (Lahore: Dār Iblāgh, 2019), 69.

[41] - Al-Atāsī, ʿAllāmah Khālid, *Sharḥ al-Majallah*, Article: 20, (Peshawar: Maktabah Ḥaqāniyyah), 1/52.

[42]- Al-Atāsī, *Sharḥ al-Majallah*,1/52.

[43]- Abū ʿAbdullāh Muḥammad bin Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Ṭahārah, Bāb: Naqḍ al-Wuḍūʾ, Ḥadīth No. 362.

[44]- Al-Walātī, ʿAllāmah Mukhtār, *Īṣāl al-Sālik ilā Madhhab al-Imām Mālik*, 190.

اس کا مطلب ہے کہ قران وسنت میں جن اشیاء کی حلت وحرمت کو بیان نہیں کیا گیا وہ چیز اپنی اصل کے اعتبار سے حلال متصور ہوں گی۔ البتہ اس کی کچھ شرائط ہیں، وہ چیز نجس اشیاء سے تعلق نہ رکھتی ہو۔ ضرر رساں نہ ہو۔ جان مال اور عزت وآبرو سے متعلق نہ ہو۔ اس لئے کہ ان میں اصل حرمت ہے۔ عبادات سے متعلق نہ ہو۔ اس لئے کہ عبادات میں اصل توقف ہے۔ فروج وشرمگاہ سے ان کا تعلق نہ ہو اس لئے کہ ان میں بھی اصل حرمت ہے۔ چنانچہ کشف الاسرار میں ہے نکاح میں اصل ممانعت ہے۔ اس کا جواز صرف ضرورت کی وجہ سے ہے۔ یہ اصول قران کریم کی آیت مبارکہ کے مفہوم مخالف سے ثابت ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَمَالَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْه.[45]۔

اور تمھیں کیا ہے کہ تم اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے۔ حالانکہ بلاشبہ اس نے تمھارے لیے وہ چیزیں کھول کر بیان کر دی ہیں جو اس نے تم پر حرام کی ہیں۔ مگر جس کی طرف تم مجبور کر دیے جاؤ۔

اس کا منطوق حکم ہے کہ اللہ تعالی نے حرام چیزوں کی وضاحت فرمادی ہے اور مفہوم مخالف ہے جس کے حرام ہونے کی وضاحت نہیں ہے۔ وہ اصل کے اعتبار سے حلال ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ اشیاء میں اصل حلت ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ[46] رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

انه قال وقد فصل لكم ماحرم الخ والتفصيل التبيين فبين انه بين المحرمات فما لم يبين تحريمه ليس بمحرم فهو حلال، اذ ليس الا حلال او حرام،[47]

اس عبارت کا حاصل یہ ہے، اللہ تعالی نے محرمات کو تفصیل سے بیان کر دیا ہے، لہذا جس کی تحریم بیان نہیں کی گئی ہے۔ وہ حرام نہیں بلکہ وہ حلال ہے۔ اس لئے کہ کوئی بھی چیز حلال ہو گی یا حرام ہو گی۔ تدل على اصل عظيم وقاعدة من قواعد الشرع الكليه اذ تدل بمفهومها على ان مالم يذكر تحريمه فهو حلال،

۷۔ ان المعاملات مربوطة بالعقود والالفاظ الصريحة

معاملات عقد اور صریح الفاظ کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ یہ مشہور قاعدہ کلیہ (لا ينسب قول الى ساكت یعنی خاموش کی طرف کسی بات کی نسبت نہیں کی جا سکتی۔) کا مفہوم مخالف ہے۔ اس کا مطلب ہے معاملات صریح الفاظ اور عقد سے مربوط ہوتے ہیں۔ عمومی طور پر کسی خاموش شخص کی طرف کوئی بات منسوب کرنا درست نہیں ہے۔ البتہ ضرورت کی وجہ سے بسا اوقات خاموشی کو رضامندی کی علامت تصور کر لیا جاتا ہے جیسے

---

[45]۔ Sūrat al-Anʿām, 6:117.

[46]۔ آپ کا نام احمد اور والد کا نام تیمیہ ہے۔ اور اسی نسبت سے معروف ہیں۔ اصول فقہ میں آپ کی مشہور تالیف المسودہ فی اصول الفقہ ہے۔
Abū al-Ṭayyib al-Mawlūd al-Sirrī: *Muʿjam Muṣṭalaḥ al-Uṣūliyyīn*, 252

[47]۔Ibn Taymiyyah, Sheikh al-Islām Aḥmad: *Majmūʿah Fatāwā* (Wizārat al-Islāmiyyah, Saudi Arabia, 1425 AH), 21/536.

باکرہ بالغہ سے اجازت نکاح کی صورت میں اس کے سکوت کو رضامندی کے قائمقام تصور کر لیا جاتا ہے، البتہ عمومی صورت حال میں سکوت معاملات کے صحیح ہونے کی علامت نہیں ہے۔ فلو رای اجنبیا یبیع مالہ، فسکت ولم ینهه لم یکن وکیلابسکوته، (کوئی شخص اجنبی کا مال فروخت کر رہا ہو، اور اصل مالک اس پر خاموش رہے۔ یہ خاموشی رضامندی کی علامت نہیں ہے)۔[48]

محمد صدقی آل بورنو القاعدۃ الکلیہ التاسعہ کے تحت رقمطراز ہیں۔

والفقرۃ الاولی من هذه القاعدة هی الاصل ،لان المعاملات مربوطة بالعقود والالفاظ الصريحة([49] اس قاعدے کا پہلا فقرہ اصل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے کہ معاملات عقد اور صریح الفاظ سے منسلک ہوتے ہیں)[50]

۸۔ صحتِ ایلاء کا معیار اور مفہوم مخالف

امام رازی رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں صحت اور عدم صحت ایلاء کا ایک اصول ذکر فرمایا ہے۔

> **کل زوج یتصور منه الوقاع وکان تصرفه معتبرا فی الشرع فانه یصح منه الایلاء وهذا القیدمعتبر طردا و عکسا اما الطرد فهو ان کل من کذلک صح ایلاؤه واما عکس هذه القضية وهو ان من لا یتصور منه الوقاع لایصح ایلاؤه ۔**[51]

اس کا حاصل یہ ہے کہ ایلاء صرف اس شخص کا معتبر ہے جو جماع کی قدرت رکھتا ہو اور اس کا تصرف بھی معتبر ہو اور جو شخص مجامعت پر قادر نہ ہو اس کا ایلاء معتبر نہیں ہے۔ (یہ استدلال بمفہوم مخالف ہے) جیسے وہ شخص جو ایسا مجبوب ہو کہ جماع نہ کر سکتا ہو تو اس کا ایلاء معتبر نہیں ہے۔

۹۔ خرید و فروخت میں غرر کا حکم

> **کل بیع مشتمل علی الغرر فهو محرم الا ما استثنی فی ذلک مثل بیع السلم ومفهوم المخالفه ان کل بیع لا یدخله الغرر فهو مباح مالم یشتمل علی ما یمنع من جوازه کالربا و القمار۔**[52]

ہر وہ بیع جو غرر پر مشتمل ہو وہ حرام ہے سوائے بیع سلم کے۔ اس کا مفہوم مخالف ہے کہ ہر وہ بیع جو غرر سے خالی ہو وہ مباح ہے۔ جب تک کہ کوئی اور ممانعت نہ ہو۔

---

[48]-Al-Atāsī, Khālid, *Sharḥ al-Majallah* (Quetta: Maktabah Rashīdiyyah), 1/181.

[49]-Al-Burnū, Muḥammad Ṣidqī, *Kitāb al-Wajīz fī Īḍāḥ al-Qawāʿid al-Fiqhiyyah al-Kulliyyah* (Beirut), 206.

[50]-Al-Atāsī, Khālid: *Sharḥ al-Majallah* (Quetta: Maktabah Rashīdiyyah), 1/181.

[51]-Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn bin Ḍiyāʾ al-Dīn, *Tafsīr Kabīr wa Mafātīḥ al-Ghayb* (Beirut: Dār al-Fikr, 1st Edition, 1981), 6/88.

[52]-Al-Rāzī, *Tafsīr Kabīr wa Mafātīḥ al-Ghayb*, 6/88.

خلاصہ بحث

قواعد فقہیہ اسلامی قانون کا ایک اہم حصہ ہیں، جو شرعی احکام کو جامع اور آسان فہم انداز میں پیش کرنے کے لیے مرتب کیے گئے ہیں۔ لفظ "قاعدہ" کے متعدد معانی ہیں، جیسے بنیاد اور اصل، جبکہ اس کی جمع "قواعد" ہے، جن کی مختلف اقسام ہیں، مثلاً: قواعد مقاصدیہ، قواعد فقہیہ، قواعد اصولیہ، اور ضوابط۔

1. **ضابطہ**: وہ فقہی اصول جو کسی ایک باب کی تمام جزئیات پر منطبق ہوتا ہے۔
2. **اصولی قاعدہ**: ایک کلی اصول جس کے ذریعے احکام شرعیہ کا استنباط کیا جاتا ہے اور اس کا تعلق الفاظ اور ان کی دلالت سے ہوتا ہے۔
3. **فقہی قاعدہ**: ایک اغلبی اصول جو ملتے جلتے احکام کے مجموعے پر مشتمل ہوتا ہے اور اس کا وجود فروع کے بعد ہوتا ہے۔

قواعد فقہیہ کی بنیاد نصوص شرع پر ہوتی ہے، لیکن بعض قواعد کے لیے مفہوم مخالف کو بھی استدلال کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ اہم قواعد جو مفہوم مخالف پر مبنی ہیں، ان میں شامل ہیں:

* **الاصل برائة الذمه**، اصل برأت ذمہ ہے۔
* **اليقين لا يزول بالشک**، یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔
* **الضرر الاشد يزال بالضرر الاخف**، شدید نقصان کو ہلکے نقصان کے ذریعے ختم کیا جاتا ہے۔
* **الاصل فی الاشياء الاباحة**، اصل چیزوں میں جواز ہے۔

اس تحقیق کا مقصد ان اصولوں کی تشکیل، توضیح، اور فقہی تطبیقات میں ان کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے، تاکہ مفہوم مخالف کی افادیت کو زیادہ مؤثر طریقے سے سمجھا جا سکے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Ahmad ibn Faris al-Qazwini, *Muʿjam Maqayis al-Lughah* (Beirut: Dar al-Fikr, 1979).
* Muhammad ibn Ismaʿil al-Bukhari, *Ṣaḥīḥ al-Bukhari* (Riyadh: Maktabah Dar al-Salam, 1986).
* Muhammad Ṣidqi ibn Ahmad al-Burno, *Mawsuʿah al-Qawaʿid al-Fiqhiyyah* (Beirut: Muʾassasah al-Risalah, 1997).
* ʿAli ibn Muhammad al-Jurjani, *Kitab al-Taʿrifat* (Karachi: Mir Muhammad Kutub Khanah, n.d.).
* ʿAli Ahmad al-Nadwi, *Al-Qawaʿid al-Fiqhiyyah* (Damascus: Dar al-Qalam, 1414 AH).
* ʿAbd al-Rahman ibn Ahmad ibn Rajab al-Hanbali, *Al-Qawaʿid al-Fiqhiyyah* (Beirut: Dar al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2008).

* Quṭb Mustafa Ṣanu, *Muʿjam Muṣṭalaḥāt al-Funūn* (Beirut: Dar al-Nafaʾis, n.d.).
* Ahmad ibn Idris al-Qarafi, *Al-Furuq* (Cairo: Dar al-Salam, n.d.).
* Salah al-Din Muhammad Qasim al-Nuʿaimi, *Al-Taʿrif bil-Maṣlahah al-Sharʿiyyah* (Beirut: Dar al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2009).
* Abu al-Ṭayyib al-Mawlud al-Sariri, *Muʿjam Muṣṭalaḥ al-Uṣuliyyin* (Riyadh: Dar al-ʿAsimah, n.d.).